سید محمد کفیل بخاری

حضرت مولانا محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ

رفیقِ امیر شریعت، جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مہتمم حضرت مولانا محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ / ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ / ۷ / جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعرات انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد یٰسین جنوبی پنجاب کے جید عالم دین اور ہمہ جہت شخصیت تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خانوادہ سے عقیدت ومحبت کا مثالی تعلق تھا، جسے انھوں نے زندگی بھر نبھایا اور حق ادا کیا۔

مولانا، یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو ضلع جھنگ کے ایک گاؤں ''واسو آستانہ'' میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام عبدالرحمٰنؒ تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی فیض احمد مرحوم سے حاصل کی، ۱۹۴۷ء میں مدرسہ ریاض الاسلام جھنگ میں داخل ہوئے۔ یہاں امام الصرف والنحو حضرت مولانا سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اساتذہ سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں۔

میرے والد ماجد حضرت سید محمد وکیل شاہ صاحب دامت برکاتہم بھی ۱۹۴۸ئت میں اسی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ مولانا محمد یٰسین اور میرے والد ماجد ایک ہی کمرہ میں رہائش پذیر تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ مولانا تعلیم میں کچھ کمزور تھے لیکن اساتذہ کے ادب اور خدمت میں سب سے آگے تھے۔ یہی عمل اساتذہ میں اُن کی مقبولیت اور دعاؤں کے حصول کا سبب بنا۔ کچھ عرصہ مدرسہ محمود العلوم، عبدالحکیم میں حضرت پیر سید خورشید احمد شاہ صاحب ہمدانی اور حضرت حافظ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہما سے چند کتابیں پڑھیں، بیعت کا تعلق حضرت پیر سید خورشید احمد صاحب سے تھا اور حضرت پیر صاحب، حضرت شیخ الہند سے بیعت تھے جبکہ حضرت مدنی کے خلفاء میں سے تھے۔

۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء میں ملتان آگئے اور کچھ عرصہ مدرسہ خیر المدارس میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نوّر اللہ مرقدہٗ کے پاس پڑھتے رہے، پھر مدرسہ قاسم العلوم میں داخل ہوگئے۔ قاسم العلوم میں حضرت مفتی محمد شفیع ملتانی رحمہ اللہ سے تفسیر اور فنون، حضرت مفتی محمود رحمہ اللہ سے مسلم شریف اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالخالق رحمہ اللہ (بانی دار العلوم کبیر والہ) سے بخاری و ترمذی پڑھیں۔ ۱۹۵۲ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا۔ پھر حضرت امیر شریعتؒ کی سفارش پر حضرت مفتی محمودؒ نے انھیں مدرسہ قاسم العلوم کا سفیر مقرر کیا۔

مولانا محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے اساتذہ اور بزرگوں کی توجہات کا مرکز رہے۔ مدرسہ قاسم العلوم کچہری روڈ پر واقع تھا اور مدرسہ کے عقب میں محلّہ ٹبی شیر خان میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا گھر تھا۔ مولانا محمد یٰسین اپنے سبق سے فارغ ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ میرے والد ماجد بتاتے ہیں کہ اکثر آتے ہی عرض کرتے:

شاہ جی! کوئی، ٹوپی، کرتا، رومال اور چادر دھونے کے لیے ہو تو دیجیے، میں دھو دیتا ہوں۔ اس طرح وہ خدمت کا کوئی نہ کوئی کام نکال لیتے۔ پھر شاہ جی اُن سے اخبار کی خبریں، اداریہ اور کالم سنتے۔

مولانا خود فرمایا کرتے کہ میری اردو، حضرت شاہ جی نے درست کی۔ میں کوئی لفظ غلط پڑھتا یا لکھتا تو فوراً اصلاح فرماتے۔ اسی طرح زندگی کے دیگر معاملات میں بھی حضرت شاہ جی نے میری بہت رہنمائی کی۔ عید نماز کے لیے ہمیشہ، مولانا ہی شاہ جی کو لے کر جاتے، کبھی ابدالی مسجد اور اکثر خیر المدارس میں نمازِ عید ادا فرماتے۔ مولانا، شاہ جی کے کئی اسفار میں بھی رفیق رہے۔ شاہ جی کے انتقال پر انھیں غسل اور کفن دینے والوں میں شریک تھے۔ انھیں شاہ جی سے بے پناہ محبت تھی۔ بلا کا حافظہ تھا، کسی موضوع پر بات ہو، شاہ جی کی کوئی بات ضرور نکال لاتے، انھیں شاہ جی سے سنے ہوئے اشعار، محاورے، جملے اور واقعات اکثر یاد تھے۔ مجلسی آدمی تھے اور ہمیشہ مجلس پر چھائے رہتے۔ حضرت امیر شریعت کے معالج حضرت حکیم عطاء اللہ خان رحمہ اللہ سے تعلق ہوا تو پھر اُن کے پورے خاندان سے تعلق ہو گیا اور یہ حضرت امیر شریعت کی وجہ سے تھا۔ وہ جب بھی حکیم صاحب کے مطب جاتے، مولانا ساتھ ہوتے۔ حضرت حکیم محمد حنیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوا سازی کے لیے ایک احاطہ کرائے پر لیا تھا، جس میں روزانہ بعد العصر مجلس احباب منعقد ہوتی، مولانا کم و بیش پچاس سال اس مجلس میں روزانہ اہتمام سے شریک ہوئے۔ احباب ایک ایک کر کے اللہ کو پیارے ہو گئے تو مولانا تنہا رہ گئے۔ لیکن انھوں نے تنہائی کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دیا۔ اب وہ کم و بیش روزانہ دارِ بنی ہاشم میں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور میرے والد ماجد حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ صاحب دامت برکاتہم کو ملنے تشریف لاتے۔ گزشتہ پندرہ برسوں سے یہ معمول چل رہا تھا۔ چھے ماہ قبل بیمار ہوئے تو پھر ایک دو دن کے وقفے سے آتے، کبھی روزانہ۔ انتقال سے ایک ہفتہ پہلے بھی تشریف لائے اور ایک دن پہلے ہسپتال میں اپنے فرزند مولانا قاری محمد طٰسین سے فرمایا کہ شاہ جی کے ہاں لے چلو۔ یہ اڑسٹھ سال کا تعلق تھا جسے وہ زندگی کے آخری سانس تک نبھاتے رہے۔

مولانا نے تقریباً ۵۵ حج کیے اور ۱۰۰ کے قریب عمرے، انھوں نے حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی متعدد حج کیے۔ حضرت مفتی صاحب نے ایک سفر میں شاہ فیصل مرحوم سے ملاقات کی تو مولانا محمد یٰسین کو ساتھ لے کر گئے۔ مولانا محمد یٰسین نہایت خوش نصیب انسان تھے۔ ایک چھوٹی سی مسجد میں بیس روپے تنخواہ پر خدمت کے لیے مامور ہوئے۔ آج وہ جامع مسجد القادر ہے، اس مسجد میں نمازِ فجر کے بعد کم و بیش چالیس سال درسِ قرآن ارشاد فرماتے رہے۔ ترجمہ و تفسیر قرآن سے انھیں خاص اُنس اور ذوق تھا۔ عربی، اردو تفاسیر کا بہت گہرا مطالعہ تھا۔ کثیر تعداد میں مسنون دعائیں ازبر تھیں۔ عربی زبان پر بہت عبور تھا، وہ بڑی روانی کے ساتھ عربی بولتے تھے۔ جب وہ عربی بولتے تو اپنے لہجے سے عرب معلوم ہوتے تھے۔ انھوں نے اپنے وقت کے جید

علماء ومشائخ سے بھر پور علمی وروحانی استفادہ کیا۔ خاص طور پر حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (خانقاہ سراجیہ) کی زیارت اور مجلس نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری اور مولانا خواجہ خان محمد، مولانا مفتی احمد الرحمٰن اور مولانا حبیب اللہ مختار رحمہم اللہ سے بہت گہرا تعلق تھا۔ وہ اپنی مجلسوں میں اکثر بزرگوں کے ارشادات اور واقعات سناتے۔ مسجد القادر میں مدرسہ صوت القرآن قائم کیا، جس میں ان کے فرزند و جانشین مولانا قاری محمد طٰسین بچوں کو قرآن کریم حفظ کراتے ہیں۔ مسجد کے چاروں طرف اکثر محلوں کے بچے یہاں قرآن حفظ کرتے ہیں۔ تینوں بیٹے، محمد طٰسین، محمد شعیب اور محمد الیاس، قرآن کے حافظ، بیٹیاں حافظات، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اکثر قرآن کے حافظ عالم اور خدمت دین میں مشغول ومصروف ہیں۔ بیٹیوں نے بچیوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ قائم کیا، جس میں بچیاں حفظ قرآن کرتی ہیں۔

۲۶ ربیع الاوّل، جمعرات، دس بجے دن انتقال ہوا، عشاء کے بعد ابدالی مسجد میں عظیم الشان جنازہ ہوا، کہ اللہ والوں کے جنازے بے مثال ہوتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے قبرستان کے احاطہ میں اپنے رفیق حضرت حکیم محمد حنیف اللہ کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوگئے۔ مولانا محمد یٰسین پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے اور ضرور لکھیں گے مگر کسی دوسری مجلس میں، اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے، خطائیں معاف فرمائے۔ اولاد واعمال کو صدقۂ جاریہ بنائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

☆ **مولانا محمد اسحٰق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ:** اہلِ حدیث مکتبہ فکر کے ممتاز عالم دین، صاحبِ طرز ادیب، انشاء پرداز اور محقق مولانا محمد اسحٰق بھٹی گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ مرحوم ۱۵ر مارچ ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ علم دین کی تحصیل کے بعد عمر بھر خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ انھوں نے حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر کی معیت میں زندگی کا قیمتی وقت گزارا، انتہائی منکسر المزاج اور شگفتہ طبیعت کے مالک تھے۔ انھوں نے درجنوں کتابیں تالیف وتصنیف کیں، مسلکی تعصب سے بالا تھے۔ انھوں نے مولانا ابوالکلام اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو قریب سے دیکھا اور سنا۔ دونوں شخصیات پر اُن کے طویل مضامین شاہکار تحریریں ہیں۔ عظمت نقوشِ رفتہ اور بزم ارجمنداں، شخصیات پر اُن کی معرکہ آرا کتابیں ہیں۔ گزر گئی گزران آپ بیتی ہے۔ اُن کی تحریریں ایسی دلچسپ، سادہ اور بے ساختہ ہیں کہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔ قافلۂ اہل حدیث میں اپنی وضع کے شاید وہ آخری آدمی تھے، وہ اسلاف کی سچی نشانی اور اُن کی قدروں کے امین تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

☆ **حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمۃ اللہ علیہ:** مجلس صیانۃ المسلمین کے روحِ رواں، جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ اور جیّد عالمِ دین حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی ۱۶ر جنوری ۲۰۱۶ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ دین کی دعوت، اصلاح معاشرہ اور اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج واشاعت میں تمام عمر کھپا دی۔ سینکڑوں مسلمانوں نے اُن کے علم وفضل سے نفع اٹھایا اور طلباء نے فیض